شب و روز

جنتی جوانوں کے سردار امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی
عظمت وشان ظاہر کرنے والی 40 حدیثوں کا مجموعہ

اَربَعینِ حَسَنی

پیشکش شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز

news.dawateislami.net
Islamic Research Center
(Al Madina Tul Ilmia)

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مستطرف، ج1، ص40 دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : **اَرْبَعِیْنِ حَسَنی**

مؤلف : مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی

شرعی تفتیش : مولانا عبد الماجد عطاری مدنی (دارالافتاء اہل سنت، دعوتِ اسلامی)

صفحات : 37

پہلی اشاعت : آن لائن: ربیع الاول 1444ھ، ستمبر 2022ء

پیشکش : دعوت اسلامی کے شب وروز، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر دعوتِ اسلامی)

shaboroz@dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب و روز
For More Updates
news.dawateislami.net

جنتی جوانوں کے سردار امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی عظمت وشان ظاہر کرنے والی 40 حدیثوں کا مجموعہ

اَرْبَعِیْنِ حَسَنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

”اَرْبَعِین“ میں دُرود پاک لکھنے کی بَرَکت

حضرت سیِّدُنا ابو العبّاس اُقْلِیْشِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بعد وفات کسی نے خواب میں جنت میں دیکھا۔ پوچھا: آپ نے یہ مَقام کیسے پایا؟ جواب دیا: اپنی کتاب ”اَلْاَرْبَعِیْن“ میں کثرت سے دُرود شریف لکھنے کی وجہ سے۔ (القول البدیع، ص 467)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خلافتِ راشِدہ کے 30 سال

حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا یعنی میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی۔ (صحیح ابن حبان، 9/48، حدیث: 6904)

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت 2 سال، 3 مہینے 9 دن ہے، حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی 10 سال، 6 مہینے، 5 دن، حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ

www.dawateislami.net

عنہ کی 11 سال، 11 مہینے، 9 دن جبکہ شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت 4 سال، 9 مہینے، 7 دن ہے۔(ان چاروں حضرات کے بعد)30 سال کی مدت میں جو عرصہ رہ گیا تھا (یعنی 6 مہینے)وہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت ہے، یہاں تک کہ سن 41 ہجری میں جُمادی الاولی کے مہینے کے وَسط(Middle) میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دست بردار ہوگئے۔(شرح الزرقانی علی المواھب، 10/156)

پانچویں خلیفہ راشد

صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق وامامِ مُطْلَق حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے، اِن حضرات کو خلفائے راشدین اور اِن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی نِیابَت(جانشینی) کا پورا حق ادا فرمایا۔(بہار شریعت، 1/241)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: مِنہاجِ نبوت(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے) پر خلافتِ حَقّہ راشِدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی۔(بہار شریعت، 1/257)

اے عاشقانِ رسول! عموماً جب خلفائے راشدین کا تذکرہ ہوتا ہے تو حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر کم ہی کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جن حضرات نے آپ کی خلافت کو شُمار(Count) نہیں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مدت طویل نہیں تھی، گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت اپنے والدِ ماجد کی

www.dawateislami.net

خلافت میں ہی شامل ہے، یہ دونوں مقدس ہستیاں ایک شخصیت کی طرح ہیں اور چوتھے خلیفۂ راشد کے تذکرے میں آپ کا ذکر بھی ہو جاتا ہے۔(شرح الزرقانی علی المواھب،10/156)

اللہ پاک کے فضل و کرم سے فقیر راقم الحروف اس سے پہلے چاروں خلفائے راشدین یعنی حضراتِ ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم اجمعین کی عظمت و شان سے متعلق 40،40 حدیثوں کے مجموعے بنام "اربعینِ صدیقی"، "اربعینِ فاروقی"، "اربعینِ عثمانی" اور "اربعینِ حیدری" مرتب کر چکا ہے۔ اب پانچویں خلیفۂ راشد حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان سے متعلق "اَربعینِ حَسَنی" پیشِ خدمت ہے۔ اس مجموعے میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے بھائی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے متعلق احادیث بھی شامل ہیں۔

اس مجموعے کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔"فیضانِ امام حسن" کے نام سے پہلے حصے میں امام حسن رضی اللہ عنہ سے متعلق 12 حدیثیں، "فیضانِ امام حسین" کے نام سے دوسرے حصے میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے متعلق 3 حدیثیں جبکہ "فیضانِ حسنین کریمین" کے نام سے تیسرے حصے میں دونوں شہزادوں سے متعلق 25 حدیثیں درج ہیں۔ اکثر احادیث کے تحت مستند کتابوں کی روشنی میں ضروری شرح یا وضاحت درج کی گئی ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے افضل کون؟

رسالے کے آخر میں ہم نے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی اس بات کو ذکر کیا ہے کہ احادیث کی روشنی میں دونوں شہزادوں یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ میں سے افضل کون ہے۔

www.dawateislami.net

فیضانِ امام حسن رضی اللہ عنہ

میرا یہ بیٹا سردار ہے

(1)حضرت سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے، کبھی اپنے نواسے کو ملاحظہ فرماتے اور ارشاد فرماتے: اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ پاک اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔(بخاری،2/214،حدیث:2704)

شرحِ حدیث:

☆صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس (حدیث میں اس) کی بِشارت دی۔(بہارِ شریعت،1/258)

☆امام ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں:

اس روایت میں کئی فوائد ہیں: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی (کہ آپ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے مستقبل کی بات بتادی)۔

حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کہ آپ نے مسلمانوں کو اختلاف و لڑائی سے بچانے اور اللہ پاک کی رضا پانے کے لئے حکومت ترک فرمادی۔

www.dawateislami.net

اس روایت سے مسلمانوں کے درمیان صلح کی فضیلت بھی ظاہر ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نواسے کو بھی بیٹا کہہ سکتے ہیں۔(فتح الالہ، 10/604)

☆امام شَرَفُ الدین حسین بن محمد طِیبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:(امام حسن رضی اللہ عنہ کے) شرف اور فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے، جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "سَیِّد (سردار)" کہیں، اس سے بڑھ کر کون سردار ہو سکتا ہے۔(شرح الطیبی، 11/297، تحت الحدیث:6144)

خلافت کے بدلے غوثیت عطا ہوئی

امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ جلد28، صفحہ392 پر لکھتے ہیں:

علامہ علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ مُتَوَفّٰی ۱۰۱۴ھ کتاب "نُزْهَةُ الْخَاطِرِ الْفَاتِرِ فِی تَرْجَمَةِ سَیِّدِی الشَّرِیْفِ عَبْدِ الْقَادِر "میں فرماتے ہیں: بیشک مجھے اکابر (بزرگوں) سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیالِ فتنہ وبلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولادِ اَمجاد میں غوثیتِ عظمیٰ کا مرتبہ رکھا۔پہلے قطبِ اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اَوسَط (درمیان) میں صرف حضور سیدنا سید عبد القادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(نزہۃ الخاطر الفاتر، ص19)

میرے سردار

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی مجلس میں جاکر سلام کیا جہاں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، حاضرین نے سلام کا جواب دیا اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتانہ چلا، جب

www.dawateislami.net

آپ کی توجہ دلائی گئی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے آکر سلام کیا ہے تو آپ (ان کے پیچھے جاکر) ملے اور ان الفاظ میں سلام کا جواب دیا: وَعَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ یعنی اے میرے سردار! آپ پر بھی سلام ہو۔ عرض کیا گیا کہ آپ امام حسن رضی اللہ عنہ کو "میرے سردار" کہہ رہے ہیں۔ جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ سَيِّدٌ یعنی حسن سردار ہے۔ (معجم کبیر، 3/35، حدیث:2596)

نواسے کی تربیت فرمائی

(2) امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے صَدَقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی۔ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كِخْ كِخْ، تاکہ وہ اس کھجور کو پھینک دیں۔ پھر فرمایا: اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صَدَقہ نہیں کھاتے۔ (بخاری، 1/503، حدیث:1491) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ آلِ محمد صَدَقہ نہیں کھاتے۔ (بخاری، 1/501، حدیث:1485)

شرحِ حدیث

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ (كِخْ كِخْ) وہ کلمہ ہے جو بچوں کو نامناسب باتوں سے روکنے کے لئے بولتے ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے (کہ) ان کے منہ میں انگلی ڈال کر یہ کھجور نکال کر پھینک دی۔ (اس حدیث سے) یہ بھی ثابت ہوا کہ بچے اگرچہ غیر مُکَلَّف (یعنی شرعی احکام کی پابندی سے آزاد) ہیں مگر انہیں بھی مَمْنُوعات کے اِرتِکاب سے روکا جائے اور یہ بھی بتادیا جائے کہ یہ چیز کیوں ممنوع ہے۔ (نزہۃ القاری، 2/969)

www.dawateislami.net

محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(3)حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینۂ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں تھا، جب آپ واپس تشریف لائے تو میں بھی واپس آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علی کو بلاؤ۔ امام حسن رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے آئے اور ان کے گلے میں سیپیوں کا ہار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسن رضی اللہ عنہ دونوں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لپٹالیا، پھر یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ یعنی اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت فرما۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا، میرے نزدیک حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب اور پیارا کوئی نہیں۔ (بخاری، 4/73، حدیث: 5884)

اے اللہ! تیرے اس گناہ گار بندے کو بھی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ہے، یہ دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حق میں بھی قبول فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرحِ حدیث

امام ابوزکریا یحییٰ بن شَرَف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں امام حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کی ترغیب اور آپ کی فضیلت کا بیان ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، 15/192)

www.dawateislami.net

مجھ سے محبت رکھنے والا حسن سے بھی محبت کرے

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّہٗ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاہِدُ الْغَائِبَ یعنی جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اس سے بھی محبت کرے اور جو یہاں موجود ہے وہ دوسروں تک یہ بات پہنچادے۔(مسند احمد،9/43،حدیث:23167)

پیاری پیاری سواری

(5) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی گردن پر سوار کئے ہوئے تشریف لائے تو ایک شخص نے کہا: نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ یعنی اے صاحبزادے! آپ کتنی اچھی سواری پر سوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ یعنی سوار بھی تو کتنا اچھا ہے۔(مستدرک علی الصحیحین،6/232،حدیث:4850)

سارے جگ سے نِرالی سواری تِری

شانۂ مُصطفیٰ، یا حسن مجتبیٰ!

جوانانِ جنت کے سردار کو دیکھ لو

(6) مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی سَیِّدِ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ یعنی جو جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔(تاریخ دمشق،13/209)

www.dawateislami.net

سلامتی کی دعا

(7)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا تو دعا کی: اَللّٰھُمَّ سَلِّمْہُ وَسَلِّمْ مِنْہُ یعنی اے اللہ! حسن کو سلامت رکھ اور اس سے سلامتی کا راستہ کھول دے۔(الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ، ص71، حدیث:111)

شانِ حسن مجتبیٰ بزبانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما

(8)حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹوں کو چوستے ہوئے دیکھا ہے اور جس زبان یا ہونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوسا ہو اسے ہر گز عذاب نہیں دیا جائے گا۔(مسند احمد، 6/17، حدیث:16848)

شرحِ حدیث

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا اس لئے کرتے تاکہ آپ کا لُعابِ دَہَن (مبارک تھوک) امام حسن رضی اللہ عنہ کے لُعابِ دہن سے مل کر ان کے پیٹ میں پہنچے اور انہیں لُعابِ دَہَنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت حاصل ہو۔(شرح الزرقانی علی المواھب، 9/266)

شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عِصمَت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ص310)

www.dawateislami.net

بوسہ گاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(9)حضرت عمیر بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: میں مدینۂ منورہ کے ایک راستے پر حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ ہماری ملاقات حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہو گئی۔ انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں! اپنے پیٹ سے کپڑ اہٹائیے تاکہ میں اس جگہ بوسہ دوں جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک پیٹ سے کپڑ اہٹایا تو حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناف پر بوسہ دیا۔(صحیح ابن حبان،9 /57، حدیث:6926)

ضروری وضاحت

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔(بہارِ شریعت،1 /481)

ان دونوں سے محبت فرما

(10)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمَا یعنی اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کیونکہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔(بخاری،2 /543، حدیث:3735)

شرحِ حدیث

☆امام بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں حضرت اسامہ بن زید اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کی عظیم فضلیت کا بیان ہے۔(عمدۃ القاری،11 /468، تحت الحدیث:3735)

www.dawateislami.net

☆شِہابُ المِلّۃ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا اس لئے کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ جس سے آپ محبت فرمائیں اس سے اللہ پاک بھی محبت فرماتا ہے اور آپ جسے ناپسند کریں اللہ پاک بھی اسے ناپسند فرماتا ہے۔(نسیم الریاض،4/503)

شہزادے اور غلام زادے پر شفقت

(11)حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھاتے، امام حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے اور پھر دونوں (رانوں) کو ملا کر یہ دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّی اَرْحَمُھُمَا یعنی اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔(بخاری،4/101،حدیث:6003)

شرحِ حدیث

☆شارحِ بخاری ابو العباس امام احمد بن محمد قَسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی ان دونوں کو خیر و بھلائی عطا فرما کیونکہ میں ان دونوں پر شفقت و مہربانی کرتا ہوں۔(ارشاد الساری،13/40،تحت الحدیث:6003)

☆امام بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رَحْم کی نسبت جب اللہ پاک کی طرف کی جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے: خیر و بھلائی پہنچانا، اور جب رَحْم کی نسبت بندوں کی طرف کی جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے: شفقت اور مہربانی کرنا۔(عمدۃ القاری، 15/170،تحت الحدیث:6003)

www.dawateislami.net

نواسے کے لئے سجدے کو لمبا کر دیا

(12) حضرت سیدنا شَدّاد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو اٹھائے ہوئے نمازِ ظہر یا عصر کے لئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر بچے کو (زمین پر) رکھا، تکبیرِ تحریمہ سے نماز شروع فرمائی اور پھر نماز کے دوران (غیر معمولی طور پر) لمبا سجدہ فرمایا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے اور شہزادے اپنے نانا جان کی مبارک پیٹھ پر سوار تھے۔ (یہ منظر دیکھ کر) میں واپس سجدے میں چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس نماز کے دوران اتنا لمبا سجدہ فرمایا کہ ہم سمجھے کوئی معاملہ ہو گیا ہے یا آپ کی طرف وحی نازل ہو رہی ہے۔ ارشاد فرمایا: ایسا کچھ نہیں تھا لیکن میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا تو میں نے ناپسند کیا کہ جلدی کروں یہاں تک کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔ (مسند احمد، 5/426، حدیث: 16033)

شرحِ حدیث

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُشت مبارک پر بیٹھنے کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قَصْداً (جان بوجھ کر) سجدہ کو دَراز (لمبا) فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گر پڑیں اور چوٹ آجائے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل مبارک سے ثابت ہوا کہ کوئی چھوٹا بچہ جو ناپاک نہیں، اگر سجدہ میں کسی کی پیٹھ پر بیٹھ جائے اور وہ بغیر عملِ کثیر کے اُتار نہ سکے اور سجدے سے سر

www.dawateislami.net

اٹھانے میں بچے کے گر کر چوٹ لگنے کا اندیشہ ہو تو جب تک بچہ اتر نہ جائے، سجدے سے سر نہ اٹھائے۔ سجدے کو تَقَرُّباً (نیکی کے طور پر) دَراز (لمبا) کرلینا جائز ہے اور کسی بچے کو اذیت (تکلیف) سے بچانا بھی کارِ تَقَرُّب (نیکی کا کام) ہے۔ (فتاویٰ شارحِ بخاری، 2/26)

فیضانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

نواسے کے رونے سے تکلیف

(13) نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب سے گزرے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَاءَہٗ یُؤْذِیْنِیْ یعنی کیا تم نہیں جانتیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے؟ (معجم کبیر، 3/116، حدیث:2847)

نواسے سے کھیلنے کا مبارک انداز

(14) حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رحمتِ کونین، نانائے حسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی زبان مبارک باہر نکالتے۔ شہزادے جب مبارک زبان کو دیکھتے تو اس کی طرف لپکتے۔ (صحیح ابن حبان، 9/60، حدیث:6936)

تمہارے منہ کے اُفُق پر طلوع ہوتا رہا
زبانِ شاہ کا خورشید، یا امام حسین

حسین میرا ہے

(15) حضرت سیدنا یَعلیٰ بن مُرَّہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل

www.dawateislami.net

رہے تھے۔ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور (انہیں پکڑنے کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے (جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کوئی پکڑنے لگے تو بھاگتے ہیں)۔ (اس طرح) رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہنساتے رہے یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا، پھر اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے جبکہ دوسرا ہاتھ گُدّی کے پاس سر کے کنارے پر رکھ کر ان کا بوسہ لیا اور ارشاد فرمایا: **حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاط** یعنی **حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں، اللہ اس سے محبت فرمائے جو حسین سے محبت کرے، حسین (میرے) نواسوں میں سے ایک نواسا ہے۔** (ابن ماجہ، 1/96، حدیث:144 مع حاشیۂ سندھی)

شرحِ حدیث

☆ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں:

"سِبْط" اس درخت کو کہتے ہیں جس کی بہت سی شاخیں ہوں، (حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاط کہنے میں) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کثیر ہو گی۔ (لمعات التنقیح، 9/717، تحت الحدیث:6169)

☆ امام شَرَفُ الدین حسین بن محمد طِیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے نور سے جان لیا کہ مستقبل میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا اس لئے آپ نے خاص طور پر ان کی یہ شان بیان فرمائی اور بتا دیا کہ محبت لازم ہونے اور لڑائی حرام ہونے کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ایک جیسا ہے، پھر اس بات کی مزید تاکید کے لئے فرمایا "**اللہ اس سے محبت فرمائے جو حسین سے محبت کرے**" کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رسول اللہ صلی

www.dawateislami.net

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ پاک سے محبت ہے۔

(شرح الطیبی، 11/308، تحت الحدیث:6163)

☆اے عاشقانِ رسول! اس حدیثِ پاک میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام مبارک چار مرتبہ لیا گیا، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ایک بار نام لے کر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں، ہر بار لذتِ محبت کے لئے نام ہی کا اِعادہ فرمایا۔ (فتاوی رضویہ، 24/487)

"حُسَین مِنِّی اَنَا مِنْ حُسَین" کہنے میں
وہ چاہتے تو فقط کہتے ایک بار حُسَین
بجائے نام کے ممکن تھا گرچہ اسمِ ضمیر
کہا ہے پھر بھی محبت سے بار بار حُسَین

فیضانِ حَسنین کریمین رضی اللہ عنہما

(16) خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے یہاں امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ یعنی مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے اس کا نام "حَرْب" رکھا ہے۔ فرمایا: بلکہ وہ حسن ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر بھی رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حَرْب۔ فرمایا: بلکہ وہ حسین ہے۔ اس کے بعد تیسرے شہزادے کی ولادت پر تشریف لا کر بھی یہی سوال کیا اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے وہی نام عرض کیا تو فرمایا: بلکہ وہ مُحَسِّن ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اِنَّمَا سَمَّیْتُھُمْ بِاسْمِ وُلْدِ ھَارُوْنَ

www.dawateislami.net

شَبَّرو شُبَیْرو مُشَبِّر یعنی میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شَبَّر، شُبَیْر اور مُشَبِّر کے ناموں پر رکھے ہیں۔ (مستدرک، 6/221 ، حدیث:4829)

شرحِ حدیث

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حَسَن،حُسَین، مُحَسِّن ان سے (یعنی شَبَّر، شُبَیْر، مُشَبِّر سے) ہم وَزْن و ہم معنٰی ہیں۔ اس سے (یعنی نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام رکھنے سے) مولیٰ علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اَخیار (نیک لوگوں) کے ناموں پر رکھنے چاہئیں،لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان، عباس وغیرہا رکھے۔(فتاویٰ رضویہ،29/81)

شہزادوں کی حفاظت کے لئے دعائے ابراہیمی کا اہتمام

(17)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے والد (حضرت ابراہیم علیہ السلام) حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اللہ پاک کے پورے کلمات کے ذریعے ہر شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور ہر بری نظر سے۔(بخاری،2/429،حدیث:3371)

شرحِ حدیث

☆اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”اَبَاکُمَا“یعنی تمہارے والد فرمایا کیونکہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مبارک

www.dawateislami.net

نَسل سے ہیں۔(عمدۃ القاری، 11/ 85، تحت الحدیث: 3371)

☆حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: اس (حدیث) میں اشارہ ہے کہ جیسے حضرت اسمٰعیل واسحاق (علیہما السلام) ذُرِّیَّت ابراہیمی (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل) کی مَعْدِن اور کان ہیں یوں یہی حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نسلِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اصل ہیں۔(مراٰۃ المناجیح، ج2، ص409)

ان سے دشمنی مجھ سے دشمنی ہے

(18)مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِی یعنی جس نے حسن و حسین سے محبت کی تو بے شک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی تو بلاشبہ اس نے مجھ سے دشمنی کی۔(ابن ماجہ، 1/ 96، حدیث: 143)

شرحِ حدیث

حضرت علامہ ابوالحسن سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: باپ اور اولاد ہونے کے سبب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے درمیان ایسا اتحاد ہے کہ ان دونوں حضرات کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور ان سے دشمنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی بن گئی ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی محبت فرض ہے اور اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بھی یہی حکم ہے۔(حاشیہ ابن ماجہ، 1/ 96، تحت الحدیث: 143)

www.dawateislami.net

دونوں شہزادے نانا جان کے کندھے پر

(19)حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں ہمارے پاس تشریف لائے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دونوں شہزادے ایک ایک کندھے پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ایک شہزادے کو چومتے اور کبھی دوسرے کو یہاں تک کہ آپ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: نَعَمْ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ یعنی ہاں (میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں)، جس نے ان دونوں سے محبت کی بے شک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی رکھی تو تحقیق اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔(مستدرک،6/224،حدیث:4833)

خوشبوئے حسنین رضی اللہ عنہما

(20)بارگاہِ رسالت میں عرض کیا گیا: آپ کو اپنے اہلِ بیت میں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: حسن اور حسین۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرماتے: میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، پھر ان دونوں کی خوشبو سُونگھتے اور انہیں سینے سے لگالیتے۔(ترمذی،5/428،حدیث:3797)

شرحِ حدیث

حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

محبت کی بہت قسمیں ہیں: اولاد سے محبت اور قسم کی ہے، ازواج (بیویوں) سے اور قسم کی، دوستوں سے اور قسم کی۔ اولاد میں حضرات حسنین (کریمین رضی اللہ عنہما) بہت

www.dawateislami.net

پیارے ہیں، ازواج میں حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) محبوبۂ محبوبِ رب العالمین ہیں، دوست و احباب میں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بہت پیارے ہیں لہذا احادیث میں تَعارُض (ٹکراؤ) نہیں۔

مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کیوں نہ سونگھتے، وہ دونوں تو حضور کے پھول تھے، پھول سونگھے ہی جاتے ہیں، انہیں کلیجے سے لگانا، لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لیے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا، ان سے پیار کرنا، انہیں لپٹانا چمٹانا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/477)

سونگھتے تھے گُلِ جسم آقا تِرا
اے گُلِ مرتضیٰ، یاحسن مجتبیٰ

یہ دونوں میرے بیٹے ہیں

(21) حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: ایک رات میں کسی کام سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کو گود میں لئے ہوئے تشریف لائے لیکن مجھے اس چیز کا علم نہیں تھا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کی: یہ آپ کی گود میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا اہٹایا تو مبارک رانوں پر امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما تھے، ارشاد فرمایا: هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنۡ یُّحِبُّهُمَا یعنی یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔ (ترمذی، 5/427، حدیث: 3794)

www.dawateislami.net

شرحِ حدیث

☆شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پوتے کی طرح نواسہ بھی انسان کا بیٹا ہوتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان کو ماں کے نسب سے بھی شرافت و عزت حاصل ہوتی ہے۔ (لمعات التنقیح، 9/715، تحت الحدیث: 6165)

☆اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شرعِ مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے، جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہو گا اگرچہ اس کی ماں اور دادی سب سیدانیاں ہوں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدۂ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سِبطَین کریمین (امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) کی اولاد سید ہیں نہ کہ بناتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ (فتاوی رضویہ، 13/361)

اے اللہ! ان سے محبت فرما

(22) حضرت سیدنا یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما چلتے ہوئے اپنے نانا جان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ان دونوں میں سے ایک شہزادے اپنے نانا جان کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا، دوسرے شہزادے پہنچے تو

www.dawateislami.net

دوسرا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا، دونوں شہزادوں کو چوما اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا یعنی اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ یعنی اے لوگو! اولاد بخیل اور بزدل بنا دینے والی ہے۔ (معجم کبیر، 3/32، حدیث:2587)

شرحِ حدیث

حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اولاد کو مُجۡبِن مُبۡخِل (یعنی بزدل اور بخیل بنانے والی) فرمانا ان کی برائی کے لیے نہیں بلکہ انتہائی محبت کے اظہار کے لیے ہے، یعنی اولاد کی انتہائی محبت انسان کو بخیل و بزدل بن جانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یہ بات فطری (Natural) ہے اگرچہ اللہ والوں میں اس کا ظُہور کم ہوتا ہے، مؤمن کو اللہ رسول بمقابلہ اولاد پیارے ہوتے ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/367)

جنّتی جوانوں کے سردار

(23) اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی، 5/426، حدیث:3793)

شرحِ حدیث

علامہ علی بن احمد عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی یہ دونوں ہر اس شخص کے سردار ہیں جو جوانی کی حالت میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہو۔ (السراج المنیر، 3/106)

خلد کے نوجوانوں کا سردار تو
اور بھائی تِرا، یا حسن مجتبیٰ

www.dawateislami.net

مجھ سے محبت کرنے والا ان سے بھی محبت کرے

(24)اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کی مبارک پیٹھ پر سوار ہو جاتے،لوگ ان شہزادوں کو روکنے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ کرکے انہیں منع فرمادیتے۔ نماز سے فارغ ہو کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں شہزادوں کو گود میں لے کر ارشاد فرماتے: مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ ھٰذَیْنِ یعنی جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔(السنن الکبریٰ للنسائی،5/50،حدیث:8170)

میرے پھول

(25)ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنْ الدُّنْیَا یعنی یہ دونوں(حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔(بخاری،2/547،حدیث:3753)

شرحِ حدیث

☆امام حافظ ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف ابنِ عربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں:

گویا کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میں ان کی خوشبو سونگھ کر اور انہیں سینے سے لگا کر راحت حاصل کرتا ہوں۔(عارضۃ الاحوذی،7/159)

☆شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شہزادگان کو پھول کہنا اس بنا پر ہے کہ جس طرح پھول کی طرف سب کی رَغبت ہوتی ہے،اُسے سبھی محبوب رکھتے ہیں،اسے سونگھتے ہیں اور چومتے ہیں،اسی طرح یہ

www.dawateislami.net

شہزادے بھی مجھے محبوب ہیں، میں انہیں سونگھتا بھی ہوں بوسہ بھی دیتا ہوں۔(نزہۃ القاری،4/629)

کیا بات رضاؔ اُس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حُسین اور حسن پھول

شہزادوں کے لئے خطبہ روک دیا

(26)حضرت سیدنا بُرَیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سرخ(دھاری دار) قمیصیں پہنے ہوئے آئے۔دونوں شہزادے چلتے تھے اور گرتے تھے۔(یہ دیکھ کر)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو اٹھا کر اپنے پاس بٹھالیا، پھر فرمایا:اللہ پاک نے سچ فرمایا ہے: اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہی ہیں۔(پ28،التغابن:15) میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ یہ چلتے اور گرتے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو روک کر ان دونوں کو اٹھالیا۔(ترمذی،5/429،حدیث:3799)

شرحِ حدیث

اس حدیث شریف کے تحت حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں سے چند مدنی پھول ملاحظہ فرمائیے:

غالب یہ ہے کہ یہ خطبہ وعظ(بیان)نہ تھا بلکہ خطبہ جمعہ تھا، ان دونوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبۂ جمعہ توڑا۔ جب ان کے لیے نماز کا سجدہ دَراز(لمبا) کیا جاسکتا ہے

www.dawateislami.net

تو انہیں کے لیے خطبۂ جمعہ بھی توڑا جاسکتا ہے۔

ان دونوں فرزندوں کی قمیصوں میں سرخ دھاریاں تھیں، خالص سرخ (قمیضیں) نہ تھیں کہ خالص سرخ کپڑا مردوں اور لڑکوں کو پہننا پہنانا ممنوع ہے۔

یہ دونوں فرزند بہت چھوٹے تھے، نیا نیا چلنا سیکھا تھا اس لیے برابر چل نہ سکتے تھے، چلتے گر جاتے پھر اٹھ کر چلتے گر جاتے تھے جیسا کہ بہت چھوٹے بچوں میں دیکھا جاتا ہے۔

خیال رہے کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا بلکہ خود منبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے انہیں اٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا، یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی محبت ان دونوں سے۔

اس آیتِ کریمہ (اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) میں "فتنہ" بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ محنت یا آزمائش ہے، اللہ تعالیٰ ان (اولاد) کے ذریعہ مؤمن کو ثواب دیتا ہے۔

خیال رہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے خطبہ قَطْع کرنا (روک دینا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خُصُوصِیّت (Specialty) ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/478)

تمہارا دشمن میرا دشمن ہے

(27) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا: اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ یعنی جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے اور جس سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری بھی لڑائی ہے۔ (ابن ماجہ، 1/97، حدیث: 145)

www.dawateislami.net

شرحِ حدیث

یعنی جس نے ان (چاروں) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔(شرح مصابیح السنۃ،6/465، تحت الحدیث:4817)

یہ میرے گھر والے ہیں

(28)حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ یعنی آؤ! ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے۔(پ3، آلِ عمران:61) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلایا اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِیْ یعنی اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔(مسلم، ص1006، حدیث:6220)

اس حدیث شریف میں جس آیتِ مبارکہ کا ذکر ہے وہ مکمل آیت یہ ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر اے حبیب! تمہارے پاس علم آجانے کے بعد جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں تو تم ان سے فرما دو: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو (مقابلے میں) بلا لیتے ہیں پھر مُباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں۔ (پ3، آلِ عمران:61)

www.dawateislami.net

شرحِ حدیث

☆شِهَابُ المِلّۃ وَالدِّین حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نَجران کے عیسائیوں کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن وہ مسلمان نہ ہوئے اور دعویٰ کیا کہ ان کا دین حق ہے جو منسوخ نہیں ہوا۔ یہ سارا واقعہ تفسیر اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہے۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ، خاتونِ جنت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلایا کیونکہ یہ دَستور تھا کہ لوگ مُبَاھَلے کے موقع پر اپنی اولاد اور گھر والوں کو جمع کر کے یہ دعا کرتے کہ (دونوں فریقوں میں سے) جو جھوٹا ہے اس پر اور اس کے گھر والوں پر عذاب نازل ہو۔جب عیسائیوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے مُبَاھَلہ نہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سچے) نبی ہیں اور اللہ پاک کسی نبی کے ساتھ مُبَاھَلہ کرنے والوں کو ہلاک فرمادیتا ہے، وہ لوگ جِزیہ دینے پر راضی ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ مُبَاھَلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مَسْخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا۔

علّامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: مُبَاھَلہ کا حکم اب تک باقی ہے۔ (نسیم الریاض،4/500)

☆شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت کو آیتِ مُبَاھَلہ کہا جاتا ہے۔ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیسائیوں کے ساتھ مُبَاھَلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا رکھا تھا، امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا جبکہ خاتونِ جنت اور شیر

www.dawateislami.net

خدا رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چاروں سے ارشاد فرمایا: اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا یعنی جب میں دعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا۔ (یہ منظر دیکھ کر) عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری نے ان سے کہا: اے عیسائیوں کے گروہ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ پاک پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے۔ ان سے مُبَاھَلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (لمعات التنقیح، 9/694، تحت الحدیث: 6135)

مُبَاھَلہ کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مُبَاھَلہ یہ (ہے) کہ دو فریق جمع ہو کر اپنا اپنا دعوٰی بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر لعنت الٰہی ہو، یہ جائز ہے۔ مُبَاھَلہ ہر اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت (سچائی) پر یقینِ قطعی ہو، مشکوک یا مَظْنُون بات پر مُبَاھَلہ سخت جُرأت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/189)

یہ میرے اہلِ بیت ہیں

(29) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ام المؤمنین) حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھے کہ یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا یعنی اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف سُتھرا کر دے۔ (پ22، الاحزاب: 33) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا اور حَسَنَین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلا کر اپنی مبارک

www.dawateislami.net

چادر کے نیچے کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جو آپ کے پیچھے موجود تھے انہیں بھی چادر تلے لیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا یعنی اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے گندگی دور فرمادے اور انہیں خوب صاف سُتھرا فرمادے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ ارشاد فرمایا: اَنْتِ عَلٰی مَکَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ یعنی تم تو (پہلے ہی) اس مقام و مرتبے پر فائز ہو اور تم بھلائی پر ہو۔ (ترمذی، 5/141، حدیث: 3216)

شرحِ حدیث

حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان حضرات کو اپنی مبارک چادر تلے لینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی قُرب و نزدیکی حاصل ہے اور اللہ پاک نے ان حضرات کو اپنی رحمت سے ڈھانپا ہوا ہے جیسے چادر نے ان حضرات کو ڈھانپا ہے۔

اللہ پاک نے مذکورہ آیت میں اہلِ بیت کو سُتھرا کرنے سے متعلق اپنے ارادے کی خبر دی اور اللہ پاک کے ارادے میں تبدیلی نہیں آسکتی اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی تاکہ لوگوں کے سامنے اہلِ بیت کی عظمت و شان ظاہر ہو یا پھر دعا سے مقصود یہ ہے کہ اہلِ بیت کو ہر قسم کی گندگی سے پاکی اور سُتھرائی پر اِستقامت و دَوام حاصل ہو۔

آیتِ مقدسہ میں گندگی سے مراد گناہ، نافرمانیاں اور تمام خلافِ شان کام ہیں۔ (نسیم الریاض، 4/500)

www.dawateislami.net

اہلِ بیت سے مراد کون؟

اے عاشقانِ رسول! یاد رکھیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیویاں بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں اور کثیر دلائل سے یہ بات ثابت ہے۔

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ بیت کے لُغوی اور عُرفی معنی ہیں: گھر کے لوگ، اس میں بیٹے، بہو، بیٹیاں، پوتے شامل ہوتے ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں جُملہ (تمام) ازواجِ مطہرات، اُمَّہاتُ المؤمنین شامل ہیں۔ اس پر آیتِ کریمہ (یعنی پارہ 22، سورۂ احزاب کی آیت: 33) کا سِیاق و سَباق (یعنی اس سے پہلی اور اس سے اگلی آیات کا مفہوم) دلالت کرتا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ سورۂ احزاب کی ہے، آپ کسی بھی مُتَرجَم (Translated) قرآن میں دیکھ لیں، آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ آیتِ کریمہ ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علی، حضرت سیدہ، حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہلِ بیت میں اس لیے داخل مانے جاتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ کے نُزول کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب حضرات کو جمع کر کے ایک کمبل اوڑھایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے پلیدی دور فرما، انہیں خوب پاک وستھرا کر دے۔ اگر لفظ اہلِ بیت اپنے معنیٔ لُغوی یا عُرفی کے لحاظ سے داماد، بیٹی اور نواسوں کو شامل ہوتا تو پھر اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب کو ایک کمبل میں جمع فرماتے اور دعائے مذکور فرماتے۔ یہ اس لیے حضور نے فرمایا کہ معنیٔ عرفی اور لغوی کے لحاظ سے یہ لوگ اہل بیت میں داخل نہ تھے، اب جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا کہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں، تو داخل ہو گئے۔ (فتاویٰ شارحِ بخاری، 2/65)

www.dawateislami.net

ام المؤمنین کو مبارک چادر کے نیچے کیوں نہ لیا؟

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو چادر تلے لینے کے بجائے فرمایا: اَنْتِ عَلٰی مَکَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مبارک الفاظ کا ایک معنی یہ بیان کیا ہے:

تم بھلائی پر ہو اور تم بھی میرے اہلِ بیت میں شامل ہو، تمہیں چادر کے نیچے داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے باعث انہیں چادر کے نیچے آنے سے منع فرمایا۔(لمعات التنقیح،691/9)

امہات المؤمنین کے اہلِ بیت میں شامل ہونے سے متعلق تفصیل جاننے کے لئے لَمْعَاتُ التَّنْقِیْح، جلد9، صفحہ 690 تا 693 کا مطالعہ فرمائیں:

اس حدیث شریف میں جس آیتِ مبارکہ کا تذکرہ ہوا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تَطْہِیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

(ذوقِ نعت، ص100)

قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(30)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی جو مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ سے محبت کرے تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہو گا۔(ترمذی،410/5، حدیث:3754)

www.dawateislami.net

شرحِ حدیث

حضرت علّامہ احمد بن محمد خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قُرب اور نزدیکی حاصل ہوگی کیونکہ کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے میں آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ یہ روایت ایسے ہی ہے جیسے ایک دوسری روایت میں فرمایا گیا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری،4/147،حدیث:6167، نسیم الریاض،4/504)

نواسوں کے لئے ناناجان کی وِراثت

(31) خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وِصال میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں، انہیں کچھ عطا فرمایئے۔ ارشاد فرمایا: اَمَّا الْحَسَنُ فَلَهٗ هَيْبَتِيْ وَسُؤْدَدِيْ وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهٗ جُرْاَتِيْ وَجُوْدِيْ یعنی حسن کے لئے میری ہیبت اور سرداری ہے جبکہ حسین کے لئے میری بہادری اور سخاوت ہے۔ (معجم کبیر،22/423،حدیث:1041)

حسن میرا ہے

(32) اَلْحَسَنُ مِنِّيْ وَالْحُسَيْنُ مِنْ عَلِيٍّ یعنی حسن میرا ہے اور حسین علی کا ہے۔ (تاریخ دمشق،13/219)

شرحِ حدیث

اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا ہوتا ہے چھوٹا بیٹا باپ کا، یہ تقسیم اظہارِ کرم

www.dawateislami.net

کے لیے ہے۔(مراٰۃ المناجیح،8/479)

حسنین کریمین کی پیاس کیسے بجھی؟

(33)حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر پر)روانہ ہوئے تو راستے میں ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما جو اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ تھے ان کے رونے کی آواز سنی ۔آپ جلدی جلدی ان دونوں کے پاس پہنچے اور اپنی شہزادی سے پوچھا:میرے بیٹوں کو کیا ہوا ہے؟انہوں نے عرض کیا:انہیں پیاس لگی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی تلاش کرنے کے لئے ایک مشکیزے کی طرف بڑھے(لیکن اس میں پانی نہ تھا)۔اس دن پانی نایاب تھا اور لوگ پانی کے طلبگار تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز لگائی:کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟لوگوں نے اپنے اپنے مشکیزوں میں تلاش کیا لیکن کسی کو ایک قطرہ پانی بھی نہ ملا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتونِ جنت سے فرمایا:ان دونوں میں سے ایک مجھے پکڑاؤ۔انہوں نے پردے کے نیچے سے ایک شہزادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑا دیا۔اس وقت وہ مچل مچل کر رو رہے تھے،آپ نے انہیں مبارک سینے سے لگایا اور پھر اپنی مبارک زبان ان کے لئے نکال دی جسے وہ چوسنے لگے یہاں تک کہ وہ پرسکون ہوگئے اور پھر ان کے رونے کی آواز نہیں آئی۔دوسرے شہزادے اب تک اسی طرح رو رہے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتونِ جنت سے دوسرے شہزادے کو لے کر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تو وہ بھی پرسکون ہوگئے اور ان کے رونے کی آواز بند ہوگئی۔

(یہ واقعہ سنانے کے بعد)حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:میں ان

www.dawateislami.net

دونوں شہزادوں سے محبت کیوں نہ کروں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ ایسا کرتے دیکھا ہے۔(معجم کبیر،3/50،حدیث:2656)

شہزادوں کو مبارک کندھوں پر سوار کرنے کا انداز

(34)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے باہر کھڑے ہوئے اور سلام کیا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے ایک شہزادے باہر نکلے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے باپ (کے کندھے) پر سوار ہو جاؤ چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے! پھر ان کا ہاتھ تھام کر مبارک کندھے پر سوار کرلیا۔اس کے بعد دوسرے شہزادے باہر نکلے تو ان سے فرمایا: خوش آمدید! اپنے باپ (کے کندھے) پر سوار ہو جاؤ چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے! پھر ان کا ہاتھ تھام کر انہیں دوسرے کندھے پر سوار کرلیا۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شہزادوں کو گُدّی سے پکڑ کر ان کے منہ اپنے منہ پر رکھے اور دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا یعنی اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما اور ان دونوں سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت فرما۔(معجم کبیر،3/49،حدیث:2652)

غیب سے روشنی کا انتظام

(35)حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدہ فرماتے تو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما مبارک پیٹھ پر سوار ہو جاتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (سجدے سے) سر اٹھاتے تو مبارک ہاتھ کے ذریعے دونوں کو پیچھے سے نرمی سے پکڑ کر زمین پر رکھ

www.dawateislami.net

دیتے۔ جب دوبارہ سجدے میں جاتے تو دونوں شہزادے دوبارہ ویسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز مکمل کرکے آپ نے دونوں شہزادوں کو اپنی دونوں رانوں پر بٹھالیا۔ میں اٹھ کر قریب حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان دونوں کو واپس (گھر) چھوڑ آتا ہوں۔ اتنے میں (آسمان پر) بجلی چمکی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہزادوں سے فرمایا: اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ آسمانی بجلی کی روشنی باقی رہی یہاں تک کہ دونوں شہزادے اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ (مسند احمد، 3/592، حدیث: 10664، 10665)

ناناجان کے سامنے کُشتی

(36) امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (کھیلتے ہوئے) کُشتی کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (امام حسن کی مدد کرتے ہوئے) فرما رہے تھے: شاباش حسن! پکڑو حسن! خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! آپ حسن کی مدد کر رہے ہیں گویا کہ یہ آپ کو حسین سے زیادہ پیارے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اِنَّ جِبْرِيْلَ يُعِيْنُ الْحُسَيْنَ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُعِيْنَ الْحَسَنَ یعنی جبریلِ امین حسین کی مدد کر رہے ہیں اس لئے مجھے یہ پسند ہوا کہ میں حسن کی مدد کروں۔ (بغیۃ الباحث، ص910، حدیث: 992، تاریخ دمشق، 13/223)

شرحِ حدیث

امام نجم الدین غَزِّی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ اس طرح کے معاملات (کھیل وغیرہ میں) بچوں کی مدد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(حسن التنبہ، 10/232)

www.dawateislami.net

جن کی محبت لازم ہے

(37)حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ یعنی تم فرماؤ: میں اس (رسالت کی تبلیغ) پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر قَرابت کی محبت۔ (پ25،الشوریٰ:23) صحابۂ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! آپ کے یہ قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر لازم ہے؟ ارشاد فرمایا: علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (یعنی حسن و حسین) رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (معجم کبیر، 3/47، حدیث:2641)

ناناجان کے کندھوں پر

(38)مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک کاندھوں پر سوار دیکھا تو کہا: نِعْمَ الْفَرَسُ تَحْتَكُمَا یعنی آپ دونوں کی سواری کتنی پیاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَنِعْمَ الفارِسانِ هُما یعنی دونوں سوار بھی کتنے پیارے ہیں۔ (مسند بزار، 1/417، حدیث:293)

کتنے اچھے سوار ہیں

(39)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو اُٹھائے ہوئے انصار کی ایک مجلس سے گزرے تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ! کتنی اچھی سواری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَنِعْمَ الرَّاكِبانِ یعنی دونوں سوار بھی بہت اچھے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 7/514، حدیث:21)

www.dawateislami.net

نواسے سے محبت کا انوکھا انداز

(40)حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑا ہوا ہے، شہزادے کے دونوں پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں پر ہیں اورآپ فرمارہے ہیں :اوپر چڑھو چھوٹی آنکھوں والے! شہزادے اوپر چڑھے یہاں تک کہ اپنے دونوں قدم ناناجان کے مبارک سینے پر رکھ دیے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنا منہ کھولو، پھر ان کا بوسہ لیا اور دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ یعنی اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں ،تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے۔(معجم کبیر،3/49،حدیث:2653)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے افضل کون؟

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظاہر احادیث سے سِبطِ اَصْغَر(چھوٹے نواسے)شہزادۂ گُلگُوں قَباء(امام حسین رضی اللہ عنہ)پر بھی ان(امام حسن رضی اللہ عنہ)کا فضل ثابت(ہے)۔(مطلع القمرین، ص75)

اس مقام پر امامِ اہلِ سنت نے حاشیے(Foot Note) میں بطور مثال جو احادیث ذکر فرمائیں ان میں سے تین حدیثیں ''اَرْبَعِینِ حَسَنی''میں نمبر6، نمبر31 اور نمبر32 پر موجود ہیں۔

امامِ اہلِ سنت مزید فرماتے ہیں: فقیر بدلیلِ احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ ''تَیْسِیرشرح جامع صغیر''میں دیکھا کہ علامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معنی پر تَصرِیح

www.dawateislami.net

کی (یعنی اس بات کو صاف لفظوں میں بیان فرمایا)۔(حاشیہ مطلع القمرین، ص76)

امامِ اہلِ سنت نے جو حدیث اور اس کے تحت علامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ذکر فرمائی وہ درج ذیل ہے:

پانچ جنتی جوان

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: شَبَابُ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَمْسَةٌ: حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ وَابْنُ عُمَرَ وَسَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ یعنی جنتی نوجوان پانچ ہیں: حسن، حسین، عبد اللہ ابن عمر، سعد بن معاذ، اُبی بن کعب۔(جامع صغیر، ص299، حدیث:4858)

امام محمد عبد الرؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو پہلے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تیسرے نمبر پر ذکر کیا گیا کیونکہ علم و عمل کے معاملے میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے جبکہ چوتھے نمبر پر حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا گیا کیونکہ آپ قبیلۂ خَزرج کے سردار تھے اور اسلام کی مدد کے معاملے میں آپ کی بڑی خدمات ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: فَفَضْلُهُمْ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْب یعنی ان پانچوں حضرات کی فضیلت اس حدیث میں ذکر کردہ ترتیب کے مطابق ہے۔(التیسیر شرح جامع صغیر، 74/2)

اللہ کریم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے صدقے ''اَرْبَعِیْنِ حَسَنی'' کو مقبولیت عطا فرمائے، اسے مُؤَلِّف، اس کے پیر و مرشد، والدین، بال بچوں، مُعاوِنین و احباب اور پڑھنے والوں کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.dawateislami.net

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ● سنّتیں سیکھنے سکھانے کے لیے عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ کم از کم تین دن مدنی قافلے میں سفر کیجئے ● روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لے کر "نیک اعمال" کا رسالہ پُر کر کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے شعبۂ اصلاحِ اعمال کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِن شَآءَ اللہ الکریم۔ اپنی اصلاح کے لیے رسالہ "نیک اعمال" کے مطابق عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے سنّتیں سیکھنے سکھانے کے "مدنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِن شَآءَ اللہ الکریم۔

For More Updates
news.dawateislami.net

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net